Mid Semester ASSIGNMENT

Subject: Functional Urdu | **Course Code:**
Program: BS (MMC) 2nd Semester | **Time Allowed:**
Instructor: Amjid Khan | **Total Marks:** 30

Mid Term (Spring Semester 2020)

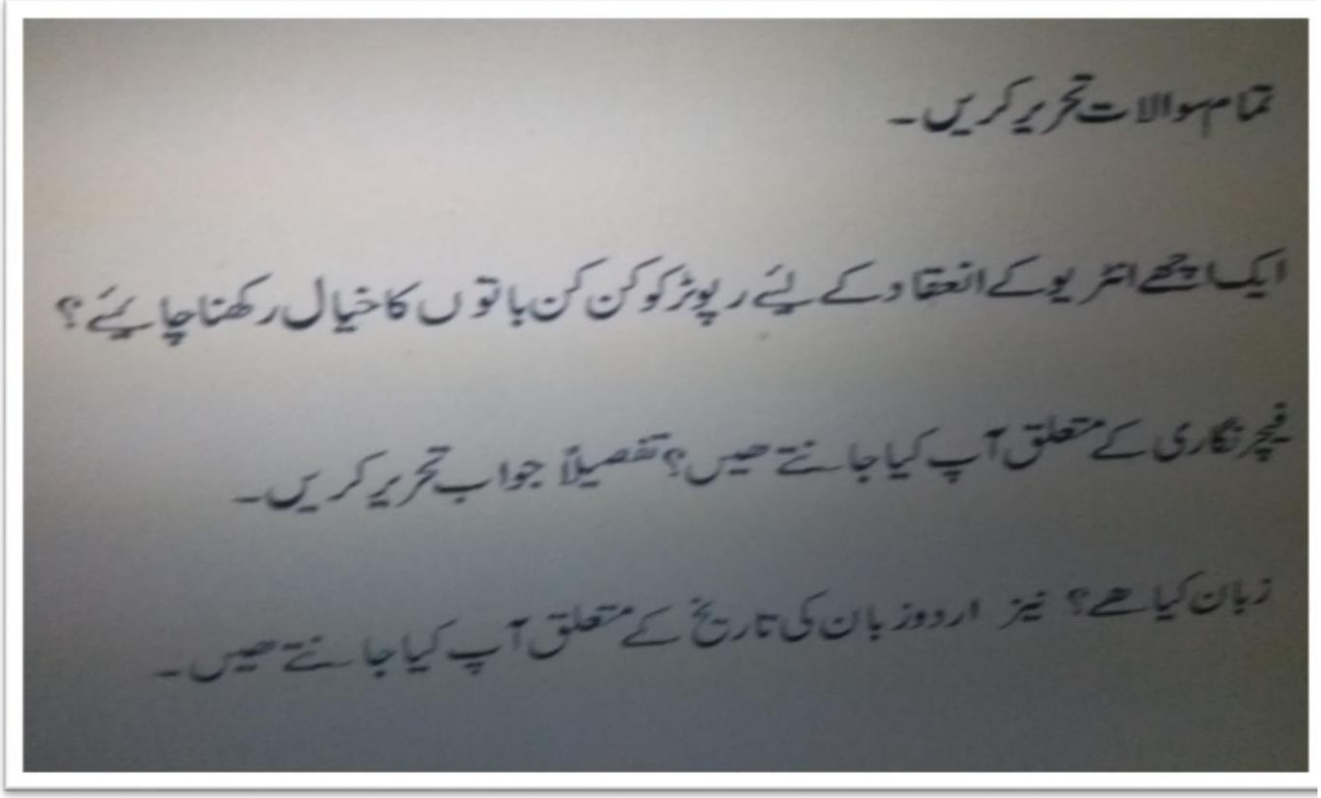

تمام سوالات تحریر کریں۔

ایک اچھے انٹرویو کے انعقاد کے لیے رپوٹر کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

فیچر نگاری کے متعلق آپ کیا جانتے حیں؟ تفصیلاً جواب تحریر کریں۔

زبان کیا ھے؟ نیز اردو زبان کی تاریخ کے متعلق آپ کیا جانتے حیں۔

NAME: ADEEL SHEHZAD

ID: 16671

DEPARTT.: MEDIA STUDY AND MASS COMMUNICATION

SEMESTOR: 2ND

INSTRUCTOR: AMJID KHAN

ASSALAM O ALAIKUM SIR, Sir inpage par sahe tariky sy setting ni horahi thi is liye paper ko word me solve kia.THANK YOU SIR

سوال نمر ۱ : ایک اچھے انٹرویو کے انعقاد کےلیے رپورٹر کو کن باتوں کا خیال رکھنا چایئے.

جواب:

انٹرویو ایک ایسا کام ہے جس میں ایک رپورٹر کسی شخص سے سوالات پوچھتا ھے ہے اس سے باتیں کرتا ہے انٹرویو نام تو بہت آسان ہے لیکن یہ کام بہت مشکل ہے

یوں تو ہر شخص میں اللہ تعالی نے کوئی نہ کوئی خوبی رکھی ہوئی ہے اسی طرح انٹرویو کرنا بھی ایک خوبی ہے جو کہ کسی کسی میں پائی جاتی ہے

صحافت میں انٹرویو کو پتھر کی حیثیت حاصل ہے کسی شخص کے ساتھ دفتر میں بیٹھنا، اس سے سوالات پوچھنا، اس سے باتیں کرنا یہ بھی صحافت میں شامل ہے۔

ایک اچھا رپورٹر یا انٹرویو کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جس کو پتہ ہوتا ہے کہ کسی شخص سے کس وقت کیا کیا باتیں کرنی ہے ۔ان سے کون کون سے سوالات پوچھنے ہیں۔

رپورٹر افراد کی ساتھ کسی مسئلے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے گفتگو کرتا ہے۔

انٹرویو کرنے والا جن افراد سے باتیں کرتا ہے۔ سوالات پوچھتا ہے۔ جن کا انٹرویو لیتا ہے ان کو اخباری اصطلاح میں نیوز میکرز یعنی خبر ساز کہتے ہیں۔

انٹرویو لینے کے لئے چند ضروری باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے

۱:

انٹرویو کرنے والا شخص انڑویو کرنے سے پہلے خوب تیاری کرے۔ جس چیز کے بارے میں انٹرویو کرنا ہے اس کو اس چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بہت

ضروری ہے۔

:۲

جس چیز کا انٹرویو لینا ہو اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ دوران انٹرویو مختلف قسم کے سوالات پیدا ہوتے ہیں ۔اگر اس کے بارے میں اس کو معلومات نہیں ہوگی تو وہ چیز کے بارے میں صحیح طریقے سے نہیں پوچھ سکے گا۔

:۳

وہ انٹرویو کرنے والا جس سے انٹرویو لے اس کو چاہیے کہ وہ معلوم کرے کہ وہ شخص کس قسم کا انسان ہے ۔اس کی عادات اور اس کا اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے۔ اگر اس کے بارے میں معلومات نہیں ہونگی تو وہ انٹرویو ٹھیک طریقے سے نہیں کرسکے گا۔

:۴

انٹرویو کرنے والا انسان خوش طبع اور اچھا ہونا چاہیے۔ موڈی اور چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر غصہ کرنے والا شخص کامیاب نہیں ہوسکتا ہے اس میں برداشت کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

اک اچھا انٹرویو کرنے سے پہلے چند ضروری باتیں معلوم ہوں کیونکہ اگر یہ باتیں رپورٹر کے دماغ میں یا اس کے علم میں نہیں ہوگی تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

:۵

ایک اچھی رپورٹر یا انٹرویو کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اسے انٹرویو کے لیے کتنی معلومات درکار ہیں تاکہ معلومات حاصل کرنے کے لیے وہ دوسرے شخص سے فضول سوالات نہ کرے۔

:۶

ایک اچھے رپورٹر یا انٹرویو لینے والے کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ دوسرے

شخص سے کتنے وقت میں معلومات حاصل کرسکے گا اس کا انٹرویو لینے میں کتنا وقت صرف ہو گا۔

انٹرویو کرنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ وہ ٹیلی فون پر بات کرے اور اسے بات کرے

انٹرویو کرنے والا شخص اگر فون پر بات کرے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ٹھیک طرح سے بات نہ کر سکے یا معلومات نہ حاصل کرسکیں کیونکہ فون پر سگنلز کا مسئلہ ہو سکتا ہے یہ دونوں کسی اور چیز میں مصروف ہو سکتے ہیں

لیکن

انٹرویو کرنے کے لئے ادب اور احترام بہت ضروری ہے اگر اس میں ادب اور احترامہے تو وہ رپورٹر بہت کا میا ب ہوسکتا ہے اگر انٹرویو کرنے والا شخص باقاعدہ ملاقات کرے تو اس شخص سے جس سے بات کرنی ہو اس کے بعد اب اس کے بہت سے فائدے ہیں

ملاقات کے دوران انٹرویو کرنے والے کے اندر ایک ڈر ختم ہوجاتا ہے اس کے ذہن میں جو بھی سوال آتا ہے وہ بلا ڈرے سوال پوچھتا ہے۔

انٹرویو کرنے والا شخص دوسرے شخص سے متاثر ہوسکتا ہے اس کی باتوں سے،اس کے آداب احترام اور سلیقے سے متاثر ہو سکتا ہے ۔اس کو لوگوں کو دیکھنے کا موقع زیادہ سے زیادہ ملتا ہے۔ انٹرویو کرنے والا جتنا زیادہ لوگوں سے ملے گا اس کا

اتنا ہی زیادہ تجربہ ہوگا۔

- ☯ انٹرویو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ملنے والے شخص سے ملنے سے پہلے اپنے رویوں کا طریقہ ٹھیک کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص سے خاص ترتیب سے سوالات کرے۔ ایک سوال کا جواب مکمل ہونے کے بعد دوسرا سوال کرے اگر وہ باقاعدگی سے سوالات کرے گا تو رپورٹر کا اثر ٹھیک نہیں پڑے گا ۔اگر انٹرویو

کرنے والا یس شخص سے بات کر رہا ہے جیسا کی پریس کانفرنس میں اور اس کے پاس تھوڑا وقت ہو تو ایک اچھے رپورٹر کی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک ایسا اہم سوال پوچھے جس میں اس کے سارے جوابات آجائیں۔

رپورٹر کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ سوالات کو بہت چھوٹا کرے اورچھوٹے سوال میں اس کا بہت بڑا سوال موجود ہو تاکہ دوسرا شخص اس کو باآسانی سمجھ سکے اور وہ اچھے طریقے سے جواب دے سکے انٹرویو لینے والے شخص کے لئے چند باتیں ہمیشہ یاد کرنے کی ہیں تاکہ وہ اسے یاد کر کے اور زیادہ کامیاب ہو۔ہ

:۱

انٹرویو کرنے کا مقصد معلوم ہو کہ کس قسم کی معلومات لینی ہے اور کیسی لینی ہیں

:۲

اسے ذہن نشین کرنا چاہیے کہ اس نے اپنے پس منظر کو سمجھنے کے لئے گہری چھان بین کی ہے یا نہیں۔

:۳

اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس نے جو سوالات پوچھنے ہیں کیا وہ ایک خاص ترتیب میں ہیں یا نہیں۔

:۴

اس کو یاد رکھنا ہوگا کی انٹرویو کا ابتدائیہ ،وسطی حصہ اور اختتامی حصہ کیسا ہونا چاہیے

:۵

انٹرویو کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ وہ قلم کے ذریعے زیادہ معلومات حاصل کرسکے گا یا ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے زیادہ معلومات حاصل کرسکے گا۔

سوال نمبر ۲

جواب:

فیچر نگاری

اخبار میں فیچر کی حیثیت کھانے میں نمک کے برابر ہوتی ہے۔
اخبار میں سیاست ،کھیل ،کاروبار ،ارضی و سماوی کے متعلق خبریں شائع ہوئی ہوتی ہیں ۔ وہاں ان اخباروں کے کالموں میں فیچر بھی ہوتے ہیں۔ لوگوں کے بارے میں، مقامات کے بارے میں اور مختلف اشیاء کے بارے میں۔

فیچر کو آسان معنی میں لیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی جگہ یا کسی چیز کے بارے میں تھوڑے الفاظ میں زیادہ معلومات فراہم کرنا ہے۔

فیچر نگاری کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مصنف بالکل آزاد ہوتا ہے کہ وہ فیچر نگاری میں کوئی بھی مضمون شامل کر سکتا ہے ۔اس سے مکالمہ میں ایک تخیل اور منظر نگاری پیدا ہوتی ہے

فیچر نگاری ایک مشکل کام ہے اور اس کو ہر صحافی نہیں کرسکتا ہے۔
فیچر نگاری میں اہم کام موضوعات کی تلاش ہے ۔ فیچر کے لیے ضروری ہے کہ وہ فیچر کے بارے میں جانتا ہوں اس کے سوالات اور جوابات کو ٹھیک طریقے سے مرتب کرنا جانتا ہو۔ اس کی تحریر کا سلیقہ ٹھیک ہو۔

صحافی کو فیچر کے لیے نئے موضوعات سوجتے ہیں جس سے لکھنا آسان ہو جاتا ہےہیں
اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں

مثال کے طور پر آپ کا ایک دوست ہے اور وہ کاروباری شعبے میں کسی نے رجحان کا ذکر کرتا ہے تو آپ کے ہاتھ فیچر کا ایک موضوع لگ گیا یا آپ کا کوئی رشتہ دار ایک ہمسائے کا ذکر کرتا ہے جو فرصت کے اوقات میں مغلیہ عہد کے گمنام مصنفوں کے مسودات پڑتا رہتا ہے یہ بھی فیچر کا ایک موضوع ہوگیا

عام لوگوں کی بات کریں تو اس میں فیچرنگاری تلاش کرنے کے لیے ان کا بغور جائزہ لیں کہ لوگ کس قسم کا لباس پہنتے ہیں ان لوگوں کا پسندیدہ رنگ کونسا ہے لوگ کس طرح دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اگر ان باتوں پر غور اور توجہ دیں گے تو فیچر نگاری کے لئے ایک اچھا سا مضمون بن سکتا ہے۔

نیو یارک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ
اس کے شہر کے گلی کوچوں میں 1000 فیچروں کے موضوع بکھرے ہوئے ہوتے ہیں
یہی حالات کراچی لاہور جھکاتا بینکاک پر صادق آتے ہیں

پھیری والے حضرات، رکشہ ڈرائیور ،حجام، شاعر اور منشیات کے کاروبار میں شریک افراد بھی فیچر کا موضوع بن سکتے ہیں۔
اسی طرح ایک فیچر نگار فنکارا شاعروں اور عجیب و غریب شوق اور مشاغل کے مالک افراد سے انٹرویو کر سکتے ہیں

فیچر کی ساخت

ایک رپورٹر کو یہ بتانا کہ فیچر کیسے لکھا جاتا ہے ایسا ہی ہے جیسے کسی نواز مول ناول نگار کو یہ سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ کتاب کس طرح لکھتے ہیں۔

فیچر کے موضوعات بہت سے ہو سکتے ہیں لیکن فیچر نگاری کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ فیچر نگاری کے لیے فیچر کو کس طرح انداز دیتا ہے۔ الفاظ کو کیسے ترتیب دیتا ہے۔ یہ سب باتیں بہت ضروری ہیں۔

فیچر کا آغاز کرنے کے لیے خاص اصول نہیں ہے لیکن ایک بات ضروری ہے کہ اس میں لوگوں کی دلچسپی زیادہ ہو فیچر میں تخیر، ڈرامہ کیفیت ،دلآویز اور عبادت دلنشین ہونی چاہیے۔

فیچر کی عبارت ایسی ہونی چاہیے کہ پڑھنے والا اس میں کھو جائے اور اس کو اشتیاق ہو کے اسے یہ عبارت پوری پڑھنی چاہیے ۔عبارت میں ایسی خوبیاں ہونی چاہیے جو پڑھنے والے کو اپنی طرف کھینچیں۔

ایک فیچر میں تجسس کس طرح پیدا ہوتا ہے ایک مثال سے سمجھتے ہیں

پانچویں جماعت کی ایک طالبہ کو ایک اشتہاری کمپنی نے اپنے کمرشل میں کام کرنے کی پیشکش کی۔ تو نوعمر طالب باہر حیران رہ گئی اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ کبھی ٹیلی ویژن یا فلم کے اسکرین پر آرٹسٹ کی حیثیت سے نمودار ہوگی ۔وہ تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی اس لئے پہلے پہل تو اس نے پیشکش کا کوئی مثبت جواب نہ دیا لیکن اپنی بڑی بہن فاخرہ کے مجبور کرنے پر جو خود بھی ٹی وی کمرشل میں کام کرتے تھی اس نے حامی بھر لی۔

تو اسنے واشنگ پاؤڈر کے کمرشل میں کام کیا اور راتوں رات شہرت کی بلندیوں کو چھو لیا ۔اس کے چہرے کمسن تاثرات اور بھولی بھالی اداؤں سے فلمسازوں کو اس حد تک متاثر کیا کہ وہ اس کے گھر کے چکر لگانے لگے
معصوم بابرہ شریف کو اس بات کا یقین نہیں تھا کہ وہ کبھی ملک کی سب سے بڑی آرٹسٹ کہلائیں گی۔

کسی فیچر کو ترتیب دینا ایک مشکل کام ہے ،باتیں تو بہت ہوتی ہیں لیکن ان باتوں کے الفاظ کو ترتیب میں رکھنے کے لیے تجربے اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔
اگر عبارت یا فیچر بہت طویل ہے تو فیچر نگار کو چاہیے کہ وہ کاغذ پر پہلے ایک خاکہ بنائیں تاکہ اسے پھر مدد ملے ۔

ایک اچھے فیچر نگار کو چاہیے کہ وہ فیچر کو زیادہ طویل نہ کرے ورنہ پڑھنے والے ان سے تنگ آجائیں گے اور ان کو سمجھ ہی نہیں لگے گی کہ آپ کیا لکھ رہے ہیں۔

اگر فیچرنگاری یہ چاہتا ہے کہ اس کا فیچر زیادہ لوگ پڑھیں تو اس کا مضمون اور موضوع دلچسپ ہونا ہوگا۔ اس کو اپنے موضوع کو سمجھنا چاہیے اور پھر اسے لہجے میں پیش کرنا چاہیے

سوال نمبر ۳:

جواب: :اردو زبان اور اس کی تاریخ

زبان:

جب ایک انسان دوسرے انسان سے بات کرتا ہے تو اسکو بول چال کے ذریعے سے اپنی بات سمجھاتا ھے۔

زبان کچھ مخصوص تہذیبی و معاشرتی حالات سے جڑی ہوا کرتی ہے وہ اپنی ترقی یافتہ شکل اختیار کرنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرتی ہے اسے نکھارنے استعمال میں مختلف عوامل کارفرما ہوتے ہیں
اردو زبان جو آج کی ترقی یافتہ اورکثرت سے بولی جانے والی زبانوں میں سے ایک زبان ہے اسے بھی معرض وجود میں آنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرنا پڑا۔

اردو زبان جو آج کی ترقی یافتہ زبانوں میں سے ایک زبان ہے اسے وجود میں آنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرنا پڑا ۔ان مختلف مراحل اور تہذیبی معاشرتی عوامل کو سمجھنے کے لئے ہمیں ماضی کی طرف جانا بہت ضروری ہے ۔
جیسا کہ تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے قدیم باشندے اریہ تھے باھر سے آئے اور مقامی باشندوں کو پیچھے دھکیل کر ملک پر قابض ہوگے ۔عملک ایک نئی تہذیبی طاقت بن کر ان کی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے مقامی باشندوں سے میل جول کی وجہ سے آریاؤں کی زبان متاثر ہونے لگی اور بہت سے لفظوں کا تلفظ کو کچھ سے کچھ ہوگیا۔

آریاؤں نے اپنی زبان کو مناسب اور محفوظ رکھنے کے خیال سے قبائلی کردیا اور اپنی زبان میں صرف ٹیکسالی الفاظ باقی رکھے مقامی اثرات سے پاک و صاف ہوکر ان کی زبان کو اپنے معیار باقی رکھا اور اسی معیاری زبان میں سنسکرت کا نہ پایا اس زبان کو کافی فروغ حاصل والے کے اس کا رشتہ عوام سے کٹ گیا اور ایک مخصوص دائرے تک سمٹ کر رہ گئی عوام کی مختلف علاقوں میں تھوڑی فرق کے ساتھ کے خاص نام دیا گیا یہ ناچیز برابر ترقی کرتی رہیں اور مختلف علاقوں میں وہ مختلف لوگوں میں اختیار کرتی رہیں۔

پہلے چل کر کل پرسوں نے بھی ادبی حیثیت حاصل کرلی اور عوام سے ان کا تعلق منقطع ہوگیا عوام عام بول چال کی زبان بولتے رہے جس میں مختلف بولیوں کی آمیزش ہوتی احلم حقارت سے اسے عوامی زبان کو ابر نسیاں نکلی ہوئی زبان کہتے ہین لیکن عوام میں اس کی مقبولیت بڑھتی رہی اہل علم بھی اس زبان کی طرف متوجہ ہوئے اور دوسری بولی ابھی اس سے متاثر ہوئی ان بھر لاشوں کی نشونما شمالی ہند میں 600 مختلف برانچوں سے جدید ہند عیسوی سن 1013 یا پھر اس کے ارتقاء کی رفتار اور آریائی زبانوں کی تشکیل کے لئے راہ ہموار ہوئی اردو زبان کی تشہیر کا بھی یہی زمانہ ہے اگرچہ اس کا باقاعدہ آغاز مسلمانوں کے ہاتھ ہوتے لیکن فتح کے بعد شروع ہوا۔

عباس حسینی کراچی کا علاقہ تھا جلد ہی برعکس وسیع بحث کے علاقے میں امن ہو گیا اس زبان کو کھڑی بولی اور ہندوستانی بھی کہا جاسکتا ہے اسی زمانہ میں مسلمان اس علاقے میں عربی فارسی زبانوں کے الفاظ کریں بولی میں داخل ہونے لگے جس سے اردو کے لئے راہ ہموار ہوئی مسلمانوں کی آمد سے اردو زبان کی ترقی کی رفتار میں تیزی ہو لیکن اردو کی ابتدا کو مسلمانوں کی آمد سے منسوب کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہوگا یہ ایک لسانی مظہر تھا جو بہرحال وجود میں آتا اگرچہ اس کے وجود میں آنے میں کافی تاخیر ہوٰی۔

بقول ڈاکٹر سینتی کمار چٹرجی، اگر مسلمان شمالی ہند میں داخل

نہ ہوتی تو جدید ہند آریائی زبانوں کی آغاز میں کافی تاخیر ہوئی ہوتی اس طرح سو سینیا بھروسہ عربی و فارسی زبانوں کی آمیزش اردو زبان کے خدوخال نمایاں ہونے لگے اور شمالی ہند میں دو سو سال تک تشکیلی دور سے گزرنے کے بعد تیراہی صدی میں اس نے اپنی عادتوں کے تقاضوں کا باقاعدہ سفر شروع کیا اس طرح اردو زبان کے آغاز کی وہی تاریخ ہے جو فتح پہلی کی تاریخ ہے پہلی کے بعد مختلف علاقوں سے لوگ دہلی آنے لگے۔ آنے

ان لوگوں میں زیادہ تر لوگوں کی زبان پنجابی تھی اور نواح دہلی میں ہریانی کھڑی بولی بھروسہ اور میوانی زبان بولی جاتی تھی ان زبانوں کے لسانی امتزاج سے ایک نئی زبان وجود میں آئی جس سے پہلے دیکھتا ہندی ہندی ہندوی اور بعد میں اردو کا نام دیا گیا اس طرح شمالی ہند میں مسلمانوں زبان بولنے والوں کے محل جلسے اردو زبان کی نشو ونما کے لئے راہ ہموار ہوئی یہ زبان عوام میں ہی تک محدود نظمرہی بلکہ اس زمانے کے فارسی وتر کی شوریٰ نے بھی زبان کی طرف توجہ دیں چنانچہ اس زمانے کے ایک شاعر خواجہ سید سلمان نے اپنی زبان میں اشعار کہے تو میرا جواب پھر انہیں اپنا راستہ میں زبان کے الفاظ استعمال کیے ہیں پھر سو سال بعد خسرو نے اپنی پھلیوں

میں کھڑی بولی اردو کھڑی بولی میں اشعار کہے اپنی حسین دہلوی کلام پر فخر بھی کیا خسرو کے علاوہ اس زمانے میں جو فارسی زبان میں کتابیں لکھی گئیں ان میں چوہدری مندی راج گھڑیال وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

اس طرح اس نئی زبان کا دائرہ آہستہ آہستہ ہوتا ہے زبان کو وسعت دینے میں ان فوجیوں کا بھی بڑا ہاتھ رہا ہے جو مختلف علاقوں سے آکر بیری میں جمع ہوتے تھے یہ فوجیں آپس میں اسی زبان میں بات چیت کرتے تھے جلی اور اس کے قرب و جوار میں رائج کئے اور یہ رائے زبان کھڑی بولی تھی جس میں پنجابی ہریالی اور ہر بولیوں کیا میسج ٹی وی مختلف علاقوں میں آتی جاتی رہتی تھی جس نے زبان کو کافی فروغ حاصل ہوا ان فوجیوں کے علاوہ ان مالگزاری وصول کرنے والے ملازمین کی کوششوں سے بھی زبان کو فروغ حاصل ہوا جو ان سے رابطہ کے لئے مقامی زبان بولتے تھے اور ساتھ ہی فارسی اصطلاحوں سے بھی کام لیتے تھے۔

لیکن اس زبان کے فروغ میں نشونما میں صوفیاء اور بزرگان دین کی خدمات سب سے زیادہ ہیں جنہوں نے عوام تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے زبان کو اپنا ذریعہ بنایا ان بزرگوں کے حلقہ بہت وسیع تھا یا اپنا پیغام پہنچانے کے لیے حد تک اور ہر فرقے کے پاس جاتے ہیں ۔اس طرح ان کے پیغام کے ساتھ ساتھ اس کی زبان کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا ان بزرگان دین کے مواد اور ملفوظات میں
عثمان تو ان کا احساس واضح طور پر موجود ہے ان بزرگان دین میں شیخ فریدالدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء ،شیخ بو علی قلندر ،شرف الدین یحییٰ منیری، شیخ عبدالقادر گنگوہی وغیرہ کی کوشش خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان صوفیاء کرام کے علاوہ نام دیو داس گرونانک جیسے بزرگوں کے کلام بھی اردو کا نقشہ اول موجود ہے ڈاکٹر مسعود حسین خاں اردو زبان کے ارتقا کے سلسلے میں فوجیوں صوفی اور بزرگوں کی کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زبان دہلی کھڑی بولی کا انتخاب ایک طرف اردو کی شکل میں خسرو اور دیگر صوفیاء کرام کے ہاتھ ہو رہا تھا تو دوسری طرف لشکرکے ذریعہ پنجاب دکن اور یورپ کے علاقوں میں رواج پا چکی تھی جس کے ساتھ ہمیں نام کبیر داس اور گرو نانک کے کلام سے ملتی ہے شمالی ہند میں نشونما پانے والی زبان دکن میں چودہویں صدی کے اواخر میں پہنچی ہے۔ اللہ الدین خلجی کے حملوں اور صوفیاء کرام کی کوششوں سے دکن میں اردو کی راہ ہموار ہوئی لیکن اس زبان کی ترقی اور فروغ دین کا نعت صحیح معنوں میں اس وقت روس نور

محمد بن تغلق نے دانت آباد کو اپنا پایتخت بنایا جب محمد بن تغلق کے ساتھ ایک بہت بڑی آبادی بشمول علماء فضلا صوفیا اکرام بحری سے دکن منتقل ہوئی۔

اتنی بڑی آبادی دکن میں پہنچ جانے سے زبان کو پھلنے پھولنے کا بہترین موقع نصیب ہوا آگے چل کر بہمنی سلطنت اور عادل شاہی اور قطب شاہی سلاطین کے زیر سایہ اس زبان کو بہت فروغ حاصل ہوا اور معراج العاشقین خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، شاہد الحدیقۃ ارشاد نامہ، شاہ برہان الدین جانم کلیات ،محمد قلی قطب شاہ ،علی عادل شاہ، ثانی پھول بن ابن سعد سراج، اورنگ آبادی اور کلیات ولی دکنی جیسے شاہکار شاہ سرکار کارنامے ہیں اردو زبان کے فروغ کی روشن دلیل ہمارے پاس موجود تھے یہ تاجوں کی باتیں کی اردو زبان شمالی ہند کے مقابلے میں چکر میں دیر سے پہنچی لیکن بہت جلد وہ ایک بات یاد میں سرمایا وجود میں آگیا شمالی ہند میں اس مدت میں کوئی خاص شاگرد فرمایا نظر نہیں آتا یہ زبان بول چال کی زبان نہیں فارسی زبان کو ادبی حیثیت حاصل ہوگی۔
میں ادبی سرمایہ کے طور پر بعض بزرگوں کے ملفوظات امیر خسرو کی تخلیقات افضل پانی پتی کی بکٹ کہانی اور جعفر زٹلی کی طنزیہ نظم ملتی ہیں۔ دیلی میں ولی کی آمد اردو زبان و ادب کے لئے نقطہ آغاز ثابت ہوئی شاحات آبرو اور مرزا مظہر جان جاناں نے اپنی تخلیقات سے اس زبان کو فی تخشی فلم میر سودا ، میر درد نے زبان کو زمین سے آسمان تک پہنچا دیا ۔
غالب ،مومن، ذوق اور آتش مستعفی وغیرہ نے اس زبان کو ایسی روشنی بخشی جو آج بھی پوری طرح روشن اور درخشاں ہیں یہ جو اردو زبان کے آغاز و ارتقا کی کہانی کس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زبان ہندو مسلم اتحاد اور مشترکہ تہذیب کے طور پر وجود میں آئیں آج بھی مشترکہ تہذیب اور قومی یکجہتی کے چراغ کو روشن کئے ہوئے تو چلئے تومسلمانان مختلف علاقوں میں آتی جاتی رہتی تھی جس نے زبان کو کافی فروغ حاصل ہوا ان فوجیوں کے علاوہ ان مالگزاری وصول کرنے والے ملازمین کی کوششوں سے بھی زبان کو فروغ حاصل ہوا جو ان سے رابطہ کے لئے مقامی زبان بولتے تھے اور ساتھ ہی فارسی اصطلاحوں سے بھی کام لیتے تھے
:لیکن اس زبان کے فروغ میں نشونما میں صوفیاء اور بزرگان دین کی خدمات سب سے زیادہ ہیں جنہوں نے عوام تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے زبان کو اپنا ذریعہ بنایا ان بزرگوں کے حلقہ بہت وسیع تھا یا اپنا پیغام پہنچانے کے لیے حد تک اور ہر فرقے کے پاس جاتے ہیں اس طرح ان کے پیغام کے ساتھ ساتھ اس کی زبان کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا

ان بزرگان دین کے مواد اور محفوظات میں عثمان ان کا احساس واضح طور پر موجود ہے ان بزرگان دین میں شیخ فریدالدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ بو علی قلندر، اشرف الدین یحییٰ منیری، شیخ عبدالقادر گنگوہی وغیرہ کی کوشش خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔